

دوسرے لوگوں کو کبھی قسم کا ظلم نہ جائیں۔

یہ روشنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ آپ اللہ پر اور اُس رسول پر جس کے واسطے سے یہ روشنی آرہی ہے سچے دل سے ایمان لائیں، یعنی آپ کو پورا یقین ہو کہ خدا کی طرف سے اس کے رسول پاک نے جو کچھ ہدایت دی ہے وہ بالکل برحق ہے، خواہ اس کی مصلحت آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ دوسرے یہ کہ ایمان لانے کے بعد آپ اس کی اطاعت کریں۔ اس لیے کہ اطاعت کے بغیر کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ غرض کیجیے کہ ایک شخص آپ سے کہتا ہے کہ فلاں چیز نہ رہے، مار ڈالنے والی چیز ہے، اسے نہ کھاؤ۔ آپ کہتے ہیں کہ بے شک تم نے سچ کہا۔ یہ نہ رہی ہے، مار ڈالنے والی چیز ہے۔ مگر یہ جاننے اور ماننے کے باوجود آپ اس چیز کو کھا جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو نہ جانتے ہوئے کھانے کا ہوتا۔ ایسے جاننے اور ماننے سے کیا حاصل؟ اہلی فائدہ تو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب آپ ایمان لانے کے ساتھ اطاعت بھی کریں جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس پر فقط زبان ہی سے آمنا و صدقہ نہ کہیں، بلکہ اس پر عمل بھی کریں۔ اور جس بات سے روکا گیا ہے، اس سے پرہیز کرنے کا زبانی اقرار ہی نہ کریں، بلکہ اپنے اعمال میں اس سے پرہیز کریں۔ اسی لیے حق تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ**۔ میری اطاعت کرو اور میرے رسول کی۔ **وَأَنِ اطِيعُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ**۔ اگر میرے رسول کی اطاعت کرو گے تب ہی تم کو ہدایت ملے گی۔ **فَلْيَعْبُدُوا اللَّهَ الَّذِي يَخْلُقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ إِنَّ تَعْبِيَهُمْ خَيْرٌ**۔ وہ لوگ جو ہمارے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی آفت میں نہ پڑ جائیں۔

برادران اسلام! یہ جو بار بار میں آپ سے کہتا ہوں کہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیے اس کا مطلب آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ آپ کو کسی آدمی کی بات ماننی ہی نہیں چاہیے نہیں، دراصل اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے نہ چلیں، بلکہ ہمیشہ یہ دیکھتے رہیں کہ

دین اور شریعت

برادران اسلام! مذہب کی باتوں میں آپ اکثر دو لفظ سنا کرتے ہیں، اور بولتے بھی ہیں۔ ایک دین۔ دوسرے شریعت۔ لیکن آپ میں سے بہت کم آدمی ہیں جن کو یہ معلوم ہوگا کہ دین کے کیا معنی ہیں اور شریعت کا کیا مطلب ہے۔ بے پڑے لکھے تو خیر مجبور ہیں۔ اچھے خاصے تعلیم یافتہ آدمی، بلکہ بہت سے مولوی بھی یہ نہیں جانتے کہ ان دونوں لفظوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب کیا ہے، اور ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ اس ناواقفیت کی وجہ سے اکثر دین کو شریعت سے اور شریعت کو دین سے گڈمڈ کر دیا جاتا ہے، اور اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آج میں بہت سادہ الفاظ میں آپ کو ان کا مطلب سمجھاتا ہوں۔

دین کے کئی معنی ہیں۔ ایک معنی عورت، حکومت، سلطنت، بادشاہی اور فرمانروائی کے ہیں۔ دوسرے معنی اس کے بالکل برعکس ہیں، یعنی ذلت، اطاعت، غلامی، تابعداری اور بندگی تیسرے معنی حساب کرنے، اور فیصلہ کرنے، اور اعمال کی جزا و سزا دینے کے ہیں۔ قرآن شریف میں لفظ دین انہی تین معنوں میں آیا ہے۔ فرمایا:-

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔

یعنی خدا کے نزدیک دین بس وہی ہے جس میں انسان صرف اللہ کو عورت والا مانے، اور اس کے سوا کسی کے آگے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے صرف اللہ کو آقا اور مالک اور سلطان سمجھے اور اس کے سوا کسی کا غلام، فرمان بردار اور تابعدار بن کر نہ رہے۔ صرف اللہ کو حساب کرنے اور جزا و جزا

دینے والا سمجھے، اور اس کے سوا کسی کے حساب سے نہ ڈرے، کسی کی جزا کا لالچ نہ کرے اور کسی کی رزا کا خوف نہ کھائے۔ اسی دین کا نام "اسلام" ہے۔ اگر اس کو چھوڑ کر آدمی نے کسی اور کو اصلی عورت والا، اصلی حاکم، اصلی بادشاہ اور مالک، اصلی جزا و سزا دینے والا سمجھا اور اس کے سامنے ذلت سے سر جھکایا، اس کی بندگی اور غلامی کی، اس کا حکم مانا، اور اس کی جزا کا لالچ اور سزا کا خوف کھایا، تو یہ چھوڑا دین ہوگا، اللہ ایسے دین کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا، کیونکہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ خدا کے سوا کوئی دوسری شئی اس تمام کائنات میں اصلی عورت والی نہیں ہے، نہ کسی اور کی سلطنت اور بادشاہی ہے، نہ کسی اور کی غلامی اور بندگی کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے، نہ اس مالک حقیقی کے سوا کوئی اور جزا و سزا دینے والا ہے۔ یہی بات دوسری آیتوں میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے:-

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ -

یعنی جو شخص خدا کی سلطانی اور بادشاہی کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مالک اور حاکم مانے گا اور اس کی بندگی اور غلامی اختیار کرے گا، اور اس کو جزا و سزا دینے والا سمجھے گا، اس کے دین کو خدا ہرگز قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کہ

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ -

انسانوں کو تو خدا نے اپنا بندہ بنایا ہے، اور اپنے سوا کسی اور کی بندگی کا حکم ہی نہیں دیا ہے۔ ان کا تو فرض یہ ہے کہ سب طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ کے لیے اپنے دین اپنی اطاعت اور غلامی کو مخصوص کر دیں، اور کسی دوسرے کی بندگی کریں، اور صرف اسی کے حساب سے ڈریں۔

أَفَخَيْرَ دِينٍ لِلَّهِ يَتَّبِعُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ -

کیا انسان خدا کے سوا کسی اور کی غلامی اور فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے، حالانکہ زمین اور

آسمان کی ساری چیزیں حرف خدا کی غلام اور فرمانبردار ہیں، اور ان ساری چیزوں کو اپنے حساب کتاب کے لیے خدا کے سوا کسی اور کی طرف نہیں جانا ہے، کیا انسان زمین اور آسمان کی ساری کائنات کے خلاف ایک نرالا راستہ اپنے لیے نکالنا چاہتا ہے؟

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

اللہ نے اپنے رسول کو سچے دین کا علم دے کر اسی لیے بھیجا ہے کہ وہ سارے جموٹے خداؤں کی خدائی ختم کر دے، اور انسان کو ایسا آزاد کرے کہ وہ خداوندِ عالم کے سوا کسی کا بندہ بن کر نہ رہے، چاہے کفار و مشرکین اسی پر اپنی جہالت سے کتنی ہی واویلا جائیں، اور کتنی ہی ناک بھوں چڑھائیں۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔

اور تم جنگ کرو اس لیے کہ دنیا سے غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے، اور دنیا میں بس خدا ہی کا قانون چلے، خدا ہی کی پادشاہی تسلیم کی جائے، اور انسان حرف اسی کی بندگی کرے۔
اس تشریح سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ دین کے کیا معنی ہیں:

خدا کو آقا اور مالک اور حاکم ماننا۔

خدا ہی کی غلامی، بندگی اور تابعداری کرنا۔

اور خدا کے حساب سے ڈرنا، اسکی سزا کا خوف کھانا، اور اسی کی جزا کا لالچ کرنا۔

پھر چونکہ خدا کا حکم انسانوں کو اسکی کتاب اور اسکے رسول کے ذریعہ ہی سے پہنچتا ہے، اس لیے رسول خدا کا رسول اور کتاب کو خدا کی کتاب ماننا اور اسکی اطاعت کرنا بھی دین ہی میں داخل ہے، جیسا کہ فرمایا:

يَا بَنِي آدَمَ إِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ آيَاتِىَ الَّتِى تَنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَعِ الْوَحْيِ وَأَنصَلِحْ
فَلَاحُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا بُدَّ لَهُمْ يَخْرَئُونَ -

یعنی ”اے بنی آدم۔ جب میرے رسول تمہارے پاس میرے احکام لیکر آئیں تو جو شخص
تم میں سے ان احکام کو مان کر پرہیزگاری اختیار کر لیا اور انکے مطابق اپنے عمل درست کر لیا اسکو
یہ ڈر اور رنج کی کوئی بات نہیں ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ براہ راست ہر انسان کے پاس اپنے احکام نہیں بھیجتا بلکہ
اپنے رسولوں کے واسطے سے بھیجتا ہے، اسلئے جو شخص اللہ کو حاکم مانتا ہو، وہ اسکی فرمانبرداری صرف
اسی طرح کر سکتا ہے کہ اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے، اور رسول کے ذریعے سے جو احکام آئیں،
ان کی اطاعت کرے۔ اسی کا نام دین ہے۔

اب میں آپکو بتاؤں گا کہ شریعت کسے کہتے ہیں۔ شریعت کے معنی طریقے اور راستے کے
ہیں۔ جب تم نے خدا کو حاکم مان لیا، اور اسکی بندگی قبول کر لی، اور یہ تسلیم کر لیا کہ رسول اسی کی طرف
سے حاکم مجاز ہے، اور کتاب اسی کی طرف سے ہے، تو تم دین میں داخل ہو گئے۔ اسکے بعد تم کو
جس طریقے سے خدا کی بندگی کرنی ہے، اور اسکی فرمانبرداری میں جس راستہ پر چلنا ہے اس کا نام شریعت
ہے۔ یہ طریقہ اور راستہ بھی خدا اپنے رسول ہی کے ذریعے سے بتاتا ہے۔ وہی یہ سکھاتا ہے کہ اپنے
مالک کی عبادت اس طرح کرو، اطہارت اور پاکیزگی کا یہ طریقہ ہے، نیکی اور تقویٰ کا یہ راستہ ہے،
حقوق اس طرح ادا کرنے چاہییں، معاملات یوں انجام دینے چاہییں، اور زندگی اس طرح بسر کرنی
چاہیے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ دین ہمیشہ سے ایک تھا، ایک ہی رہا اور اب بھی ایک ہی ہے۔ مگر
شریعتیں بہت سی آئیں، بہت سی منسوخ ہوئیں، بہت سی بدلی گئیں، اور کبھی ان کے بدلنے
سے دین نہیں بدلا۔ حضرت نوحؑ کا دین بھی وہی تھا جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا، حضرت موسیٰؑ کا تھا،

حضرت شعیبؑ، اور حضرت صالحؑ، اور حضرت ہودؑ کا تھا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مگر شریعتیں ان سب کی کچھ نہ کچھ مختلف رہی ہیں۔ نماز اور روزے کے طریقے کسی میں کچھ تھے اور کسی میں کچھ۔ حرام اور حلال کے احکام، طہارت کے قاعدے، نکاح اور طلاق اور وراثت کے قانون شریعت میں دوسری شریعت سے کچھ نہ کچھ مختلف رہے ہیں۔ ان کے باوجود سب کمان تھے۔ حضرت نوحؑ کے پیرو بھی، حضرت ابراہیمؑ کے پیرو بھی، حضرت موسیٰؑ کے پیرو بھی، اور ہم بھی۔ ایسے کہ دین سب کا ایک ہے اس میں معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام میں فرق ہونے سے دین میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دین ایک ہی رہتا ہے، چاہے اس پر عمل کرنے کے طریقے مختلف ہوں۔

اس فرق کو یوں سمجھو کہ ایک آقا کے بہت سے نوکر ہیں۔ جو شخص اسکو آقا ہی نہیں مانتا، اور اسکے حکم کو اپنے لیے واجب التعمیل ہی نہیں سمجھتا، وہ تو نافرمان ہے اور نوکری کے دائرے ہی سے خارج ہے۔ اور جو لوگ اس کو آقا تسلیم کرتے ہیں، اسکے حکم کو ماننا اپنا فرض جانتے ہیں، اور اسکی نافرمانی سے ڈرتے ہیں وہ سب نوکروں کے زمرے میں داخل ہیں۔ نوکری بجالا نے اور خدمت کرنیکے طریقے مختلف ہوں تو اس سے ان کے نوکر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر آقا نے کسی کو نوکری کا ایک طریقہ بتایا ہے اور دوسرے کو دوسرا طریقہ، تو ایک نوکر کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ میں نوکر ہوں اور وہ نوکر نہیں ہے۔ اسی طرح اگر آقا کا حکم سن کر ایک نوکر اس کا منشا کچھ سمجھتا ہے، اور دوسرا کچھ اور، اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں، تو نوکری میں دونوں برابر ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نے مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہو، اور دوسرے نے صحیح مطلب سمجھا ہو۔ لیکن جب اطاعت دونوں نے کی ہے تو ایک کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ تو نافرمان ہے، یا تجھے آقا کی نوکری ہی سے خارج کر دیا گیا۔

اس مثال سے آپ دین اور شریعت کے فرق کو بڑی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ السلام سے پہلے اللہ تعالیٰ مختلف رسولوں کے ذریعہ سے مختلف شریعتیں بھیجتا رہا۔ کسی کو نوکری کا ایک طریقہ بتایا اور کسی کو دوسرا طریقہ۔ ان سب طریقوں کے مطابق جن جن لوگوں نے مالک کی اطاعت کی وہ سب سلمان تھے، اگرچہ انکی نوکری کے طریقے مختلف تھے۔ پھر حب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آقا نے حکم دیا کہ اب پچھلے طریقوں کو ہم منسوخ کرتے ہیں۔ آئندہ سے جس کو ہماری نوکری کرنی ہو وہ اس طریقے پر نوکری کرے جو اب ہم اپنے آخری و انسرائے کے ذریعہ بتاتے ہیں۔ اسکے بعد کسی نوکر کو پچھلے طریقوں پر نوکری کرنے کا حق باقی نہیں رہا، کیونکہ اب اگر وہ نئے طریقے کو نہیں ماننا اور پرانے طریقوں پر چل رہا ہے تو وہ دراصل آقا کا حکم نہیں ماننا بلکہ اپنے دل کا کہنا رہا ہے، ایسے وہ نوکری سے خارج ہے، یعنی مذہب کی زبان میں کافر ہو گیا ہے۔

یہ تو پچھلے انبیاء کے ماننے والوں کے لیے ہے۔ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو، تو ان پر اس مثال کا دوسرا حصہ صادق آتا ہے۔ اللہ نے جو شریعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم کو بھیجی ہے، اسکو خدا کی شریعت ماننے والے، اور واجب التبعیل سمجھنے والے سب سب سلمان ہیں۔ اب اگر اس شریعت کے احکام کو ایک شخص کسی طرح سمجھتا ہے، اور دوسرا کسی اور طرح، اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں، تو چاہے ان کے عمل میں کتنا ہی فرق ہو، ان میں سے کوئی بھی نوکری سے خارج نہ ہوگا، ایسے کہ ان میں سے ہر ایک جس طریقہ پر چل رہا ہے، یہی سمجھ کر تو چل رہا ہے کہ یہ آقا کا حکم ہے۔ پھر ایک نوکر کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ میں تو نوکر ہوں اور فلاں شخص نوکر نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ بس یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آقا کے حکم کا صحیح مطلب سمجھا، اور اس نے صحیح نہیں سمجھا، مگر وہ اسکو نوکری سے خارج کر دینے کا ہرگز مجاز نہیں ہے۔ جو شخص ایسی جرأت کرتا ہے وہ گویا خود آقا کا منصب اختیار کرتا ہے۔ وہ گویا یہ کہتا ہے کہ توجس طرح آقا کے حکم کو ماننے پر مجبور ہے، اسی طرح میری سمجھ کو بھی ماننے پر مجبور ہے۔ اگر تو میری سمجھ کو نہ مانے گا تو میں اپنے اختیار سے تجھ کو

آقا کی نوکری سے خارج کر دوں گا۔ غور کرو، یہ کتنی بڑی بات ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”جو شخص کسی مسلمان کو ناحق کا فرج لے گا اس کا قول خود اسی پر لپٹ جائیگا“ کیونکہ مسلمان کو تو خدا نے اپنے حکم کا غلام بنایا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ نہیں، تم میری سمجھ اور میری رائے کی بھی غلامی کرو، یعنی میں خدا ہی تمہارا خدا نہیں ہے، بلکہ میں بھی جھوٹا خدا ہوں، اور میرا حکم نہ مانو گے تو میں اپنے اختیار سے تم کو خدا کی بندگی سے خارج کر دوں گا چاہے خدا خارج کرے یا نہ کرے۔ ایسی بڑی بات جو شخص کہتا ہے اس کے کہنے سے چاہے دوسرا مسلمان کا فرج ہو یا نہ ہو، مگر وہ خود تو اپنے آپ کو کفر کے خطرے میں ڈال ہی دیتا ہے۔

حاضرین! آپ نے دین اور شریعت کا فرق اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا کہ بندگی کے طریقوں میں اختلاف ہو جانے سے دین میں اختلاف نہیں ہوتا، بشرطیکہ آدمی جس طریقہ پر عمل کرے، نیک نیتی کے ساتھ یہ سمجھ کر عمل کرے کہ خدا اور اس کے رسول نے وہی طریقہ بتایا ہے جس پر وہ عامل ہے۔

اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ دین اور شریعت کے اس فرق کو نہ سمجھنے سے آپ کی جماعت میں کتنی خرابیاں واقع ہو رہی ہیں۔

مسلمانوں میں نماز پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک شخص سینے پر ہاتھ باندھتا ہے۔ دوسرا ناف پر باندھتا ہے۔ ایک شخص امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے۔ دوسرا نہیں پڑھتا۔ ایک شخص آمین زور سے کہتا ہے، دوسرا آہستہ کہتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص جس طریقہ پر چل رہا ہے، یہی سمجھ کر چل رہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اسیلئے نماز کی صورتیں مختلف ہونے کے باوجود دونوں حضور ہی کے پیرو ہیں۔ مگر جن ظالموں نے شریعت کے ان مسائل کو دین سمجھ رکھا ہے انہوں نے محض انہی طریقوں کے اختلاف کو دین کا اختلاف سمجھ لیا، اپنی جماعتیں الگ کر لیں، اپنی مسجدیں